جہات

بنیاد پرستی

(FUNDAMENTALISM)

ایک اخباری اطلاع مظہر ہے۔ کہ

"حکومت امریکہ، روس، بھارت اور چین نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ عصر حاضر کا سب سے بڑا خطرہ بنیاد پرستی (FUNDAMENTALISM) ہے اور ہم سب کو مل کر اپنی متحدہ کوششوں سے اس کا مقابلہ کرنا چاہیے اور اسے ختم کر دینا چاہیے"۔

سب سے پہلی بات تو یہ ہے۔ کہ لفظ بنیاد پرستی، اس زمانے کی ایک نئی ایجاد ہے اور مغرب میں بطور گالی کے اسے استعمال کیا جاتا ہے۔ موجودہ دور میں جب کہ سرمایہ دارانہ نظام شکست کھا چکا ہے اور اس نے انسانیت کو شدید بحران میں مبتلا کر دیا ہے۔ امیر امیر تر اور غریب غریب تر ہو گئے اور سرمایہ چند ہاتھوں میں مرتکز ہو گیا حقیقت یہ ہے کہ جبتک سرمایہ کسی ایک ملک میں کسی ایک طبقے کے ساتھ مخصوص رہا، بحران تو ضرور باقی تھا لیکن اس کا دائرہ محدود تھا اور صرف اس ملک کے عوام استحصال کی چکی میں پستے رہے لیکن جب یہ نظام دنیا کے دوسرے ممالک میں پہنچا تو اکثر ممالک کے عوام اس بلا میں گرفتار ہو گئے۔ سرمایہ دارانہ نظام کی بنیاد سیکولرازم پر استوار تھی یعنی مذہب کو سیاست سے نکال باہر کیا گیا تھا اور مذہب انسان کا انفرادی معاملہ قرار پایا۔

اس نظریہ نے مذہب کو ایک بے جان لاشہ بنا دیا اور مذہب سے وابستگی کار بیکاراں قرار پائی۔ یہ اقدام کر کے سرمایہ دارانہ نظام نے مادی آسودگی کو اصل قرار دیا خواہ وہ کسی طور

حاصل ہوا اور دنیا کی بڑی آبادی مادیت کے سیل رواں میں بے جان تنکے کی طرح بہنے لگی لیکن تابکے؟ مادی تعیشات اور مادی برتری کی ایک حد ہوتی ہے اس حد پر پہنچنے کے بعد انسان نے محسوس کرنا شروع کر دیا کہ ہم تو ایک بند گلی میں داخل ہو چکے ہیں سب کچھ پا لینے کے بعد بھی تو ہم تہی دامن کے تہی دامن ہی رہے انسان کا باطن جاگنے لگا اور وہ یہ سوچنے لگا کہ آخر اس باطنی پیاس کو کس طرح بجھایا جائے اب اس کی مثال ایک ایسے شخص کی تھی جس کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی ہو اور تاریک جنگل میں ٹامک ٹوئیاں مار رہا ہو۔ باطن کی پیاس بڑھتی چلی گئی اور اسے ایسا محسوس ہونے لگا جیسے کہ کوئی چیز کھوئی گئی ہو جس کے مل جانے کا امکان دور دور تک معدوم ہو۔

اب اس نے اپنے باطن میں جھانکنا شروع کیا اور اسے احساس ہوا کہ جس چیز کی اسے تلاش تھی وہ چیز اس کے باہر نہیں بلکہ اس کے اندر ہے۔ جب وہ اپنے اندرون کی طرف متوجہ ہوا تو مادیت کی وہ تمام دیواریں جو اس نے اپنے فکر و احساس کے گرد تعمیر کر رکھی تھیں زمین بوس ہونے لگیں اور وہ مادیت کی زنجیروں کو توڑنے لگا اس نے محسوس کیا کہ روحانیت کی جو دولت اس کے آباؤ اجداد نے اسے سپرد کی تھی جس نے اس کی مادی زندگی میں توازن اور اعتدال پیدا کر دیا تھا، جب تک اس کھوئی ہوئی دولت کو حاصل نہیں کیا جائے گا اس غیر متوازن زندگی میں توازن نہیں پیدا ہو گا اور زندگی کی شب تاریک سحر میں تبدیل نہیں ہو سکتی۔

مادیت پرستوں نے جب یہ کیفیت دیکھی تو انہیں احساس ہوا کہ صدیوں کی محنت سے انہوں نے جو جال بُنا تھا وہ بکھر رہا ہے۔ اگر شکست و ریخت کا یہ عمل کچھ دنوں تک جاری رہ گیا تو تمدن کے جو ایوان انہوں نے تعمیر کیے ہیں وہ دھڑام سے زمین پر آ رہیں گے۔

اس لیے انہوں نے اس کے لیے ایک لفظ ایجاد کیا اور سعی و بلیغ کی کہ اس لفظ کو جس قدر ممکن ہو قابل نفرت بنایا جائے اور وہ لفظ ہے بنیاد پرستی۔

ادھر اشتراکیت کی جو شامت آئی تو اس نے مذہب کو افیون قرار دیا اور اشتراکیت کا اصل الاصول الحاد کو بتایا اور اپنی گرفت میں آنے والے ممالک اور ان ممالک میں بسنے والوں کو اپنے نظام کے شکنجے میں اس طرح کس دیا کہ نہ وہ تڑپ سکتے تھے نہ فریاد کر سکتے تھے معاش پر حکومت نے قبضہ کر لیا سارے وسائل اس کے پاس تھے اور ملک کے عوام کو کولہو کا

بیل بنا دیا گیا۔ زبان و قلم پر فکر و تدبر پر پہرے بٹھا دیے گئے۔ جو قومیں اس کی گرفت میں آچکی تھیں ان کا مستقبل تاریک تھا۔ نہ صرف یہ کہ ملکی معاملات میں ان کو کوئی دخل حاصل نہ تھا بلکہ ان کے ذاتی و انفرادی معاملات بھی ان کے ارادہ و تدبیر سے باہر تھے۔ یہ جبر کی وہ بھیانک صورت تھی جس نے افکار کو معطل اور اذہان کو مختل کر کے رکھ دیا۔

اُس کے خلاف جو بھی آواز اٹھی اسے بہر قیمت اور بہر صورت خاموش کر دیا جاتا۔ اس طرح شہر ویران ہوتے گئے اور سائبیریا کے اذیت خانے آباد۔ مزید جو شامت آئی تو اپنی طاقت کے گھمنڈ میں روس نے اپنی فوجیں افغانستان میں داخل کر دیں۔ روس کا خیال تھا کہ افغانستان جیسا کم ترقی یافتہ ملک ایک ہفتے کی مار بھی برداشت نہ کر سکے گا اور اس کے قدموں میں آجائے گا روس کو یہ پتا نہیں تھا کہ جس ملک میں وہ مداخلت کر رہا ہے وہاں نورِ ایمان جلوہ گر ہے ایمان صرف یقین کا نام نہیں ہے بلکہ اصل ایمان اپنے اس یقین پر مر مٹنے کا نام ہے افغانیوں نے جب یہ محسوس کیا کہ روس صرف افغانستان کو زیرِ نگیں نہیں رکھنا چاہتا بلکہ ان کی دولت ایمان کو لوٹنا مقصود ہے تو نہتے افغانی جنگ کے میدان میں اُتر پڑے۔ آخر کار ایمان کامیاب ہوا اور کفر کو پسپا ہونا پڑا لیکن اس آٹھ نو سال کی جنگ میں روس کو ایسی شرمناک شکست ہوئی کہ اس کے سُپر پاور ہونے کا لوگوں کے دلوں پر جو ایک ہوا بیٹھا ہوا تھا وہ ختم ہو گیا اور مغربی یورپ کی ریاستیں جو جنگ عظیم دوم کے طفیل میں روس کے زیرِ نگیں آگئیں تھیں اس کے قبضے سے نکل گئیں اور خود سوویت روس کی ریاستیں بھی بغاوت پر آمادہ ہو گئیں اس وقت اس کا سُپر پاور ہونے کا نشہ اُتر چکا ہے اور روس دنیا کے بڑے صنعتی ممالک بشمول امریکہ کے سامنے کاسۂ گدائی لیے کھڑا ہے۔ روس کے تسلط سے آزاد ہونے والے مغربی ممالک اور خود روس کی بہت ساری ریاستیں بشمول وسطی ایشیا کی مسلم ریاستوں کے اس وقت یہ محسوس کرنے لگی ہیں کہ ساٹھ ستر برس تک اشتراکیت نے الحاد کا جو زہر آب حیات کہہ کر انہیں پلایا تھا واقعتہً وہ زہر ہلاہل ہی ہے اور انہیں لوٹنا چاہیئے اپنے ماضی کی طرف جو تابندہ بھی ہے درخشندہ و متوازن بھی۔

چین بھی اسی بحران میں گرفتار ہے، تبت میں لاماؤں کا بحران سنکیانگ کے مسلمانوں کی دین

پرستی اور خود چین کے ان علاقوں میں مذہبی بیداری سے جن میں مسلمانوں کی اکثریت ہے چینی کمیونسٹوں کو اپنے الحاد کا انجام نظر آرہا ہے۔

بھارت الگ دوغلے پن کا شکار ہے اگرچہ اس کے آئین کی بنیاد سیکولرازم پر ہے تاہم ۴۰ر۴۲ برس گزر جانے کے باوجود ملک کی اکثریت یعنی ہندوؤں کے دلوں سے ڈھائی ہزار سالہ تعصب، ضد، قدامت پرستی اور جہالت نہیں نکل سکی۔ اگست ۱۹۴۷ء سے بھارت میں تقریباً آٹھ ہزار فرقہ وارانہ فسادات ہو چکے ہیں۔ جن میں لاکھوں مسلمان شہید اور اربوں روپے کی املاک تباہ ہو چکی ہیں۔

سینکڑوں حربے آزمائے گئے کہ مسلمانوں کو ہندو تمدن میں ضم کیا جائے مگر بقول شاعر ؎

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دبائینگے

بحمد اللہ آج بھارت میں مسلمانوں کی آبادی ۱۸،۱۷ کروڑ سے متجاوز ہے اور ہزارہا مشکلات کے باوجود بھارت میں اسلام آج بھی ایک بہت بڑی طاقت ہے جس سے بھارتی حکومت خوفزدہ ہے۔ آج مقبوضہ کشمیر میں اگر صحیح معنوں میں کہئے تو حریت پسند نہیں لڑ رہے ہیں بلکہ اسلام لڑ رہا ہے جو انشاء اللہ بہت جلد کامیاب اور کامران ہوگا اور دنیا کی کوئی طاقت اسے کامیابی حاصل کرنے سے نہیں روک سکے گی۔ اُدھر مشرقی پنجاب بھارتی حکومت کے لیے جہنم زار بنا ہوا ہے۔ جہاں کے سکھوں نے مذہبی بنیاد پر خالصتان کا مطالبہ کیا اور اس کے لیے بے پناہ قربانیاں دے رہے ہیں۔ بھارت عرصے سے امن کی بانسری بجا رہا ہے، وطن پرستی کے گیت گا رہا ہے مگر سکھ ہیں کہ نچلے نہیں بیٹھتے اور روزانہ دس بیس آدمی مارتے جا رہے ہیں کیونکہ سکھ قوم قیام پاکستان کے وقت ایک مرتبہ ہندوؤں سے ڈسی جا چکی ہے۔ دوبارہ وہ کسی بھی منافقت کے جال میں پھنسنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ شروع شروع میں بھارت نے پاکستان کا پر الزام لگایا کہ درپردہ سکھوں کو تربیت دے رہا ہے اور پنجاب

اور کشمیر میں مداخلت کر رہا ہے۔ لیکن اب دنیا کے سامنے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو چکی ہے کہ بھارت کا یہ بحران اس کا اپنا پیدا کردہ ہے اور پاکستان کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ سکھوں کے حقوق غصب کیے گئے۔ انہوں نے عرصے تک انتظار کیا، لیکن جب وہ بالکل ہی ناامید ہو گئے تو انہوں نے مسلح جدوجہد کا آغاز کیا۔

اسی طرح بھارتی حکومت نے ۱۹۴۸ء میں اقوام متحدہ کے فورم میں اقوام عالم کے سامنے وعدہ کیا کہ کشمیریوں کو حقِ خود ارادیت دے دیں گے۔ چالیس سال تک کشمیریوں نے انتظار کیا، یہاں تک کہ بھارت نے اعلان کر دیا کہ کشمیر بھارت کا اٹوٹ انگ ہے۔ ناامید ہو کر کشمیری حریت پسند اپنے دینی تشخص اور حق خود ارادیت کے لیے میدانِ عمل میں اتر پڑے اور آج کشمیر کا مرغزار دوزخ کا نمونہ ہے۔

مذکورہ بالا معروضات کی روشنی میں بہ آسانی یہ معلوم کیا جا سکتا ہے کہ امریکہ، روس، چین اور بھارت بنیاد پرستی کے خلاف کیوں متحد ہو رہے ہیں۔ اور یہ صف آرائی کس لیے کی جا رہی ہے اور ترقی یافتہ اقوام میں بنیاد پرستی کو ایک گالی کے طور پر کس لیے متعارف کرایا جا رہا ہے۔ مگر یاد رکھنا چاہیے کہ ع

"پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا"

اس لیے کہ دین اور روحانیت انسانی فطرت کا حصہ ہے اور خلق اللہ میں تبدیلی نہیں آ سکتی۔ ممکن ہے کہ کچھ عرصے تک یہ خام خیال لوگ اپنے طاقتور میڈیا کے ذریعے روحانیت کی ہوا کے اس روح پرور جھونکے کو روک دیں لیکن یہ نسیم جانفزا عنقریب ایک طوفان بلاخیز بن جائے گی تب یہ سارے گھروندے خشک تنکوں کی طرح بکھر جائیں گے۔

یہی وہ وقت ہے جب کہ کفر متحد ہو رہا ہے اسلام کو بھی متحد ہونا چاہیے اور اسے اپنی سطح سے تھوڑا بلند ہو کر دنیا کے دوسرے روحانی اداروں اور افکار و ادیان سے رابطہ قائم کرنا چاہیے۔ وقت کسی کا انتظار نہیں کرتا خدانخواستہ وہ صورت حال پیدا نہ ہو جائے کہ